مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

تکمیلِ دین اور ختم نبوت

مشیتِ ایزدی نے دنیا کے کامل انسان پر دینِ حق کی تکمیل کر دی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی عمارت کے آخری معمار قرار پائے۔ ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ '' (آج میں نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا اور تم پر نعمت پوری کر دی) کے جانفزا پیغام کا معنیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ''لَانَبِیَّ بَعْدِیْ'' (میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) کے ارشاد سے واضح کر دیا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین اسی لیے قرار دیئے گئے کہ ان کے بعد نئی نئی تعلیمات اور نئے نئے رسولوں پر بنی نوع انسان تقسیم در تقسیم ہونے سے بچ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے ساتھ ہی دنیا کی تمام ترقیوں کے راستے کھل گئے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وجود باوجود کا اعجاز ہے کہ آپ کے ظہور کے ساتھ ملکوں اور قوموں میں باہم میل جول اور ربط وضبط کے مواقع پیدا ہو گئے۔ زمانہ بتدریج ترقی کرتا کرتا یہاں تک پہنچ گیا کہ لاکھوں میلوں کی مسافت دنوں میں طے ہونے لگی اور برسوں کے سفر گھنٹوں میں طے ہونے لگے۔ اسلام کا یہ دعویٰ کہ میں تمام زمانوں اور تمام قوموں کے لیے ایک ہی مشترکہ پیغام لایا ہوں۔ حالات اور واقعات سے سچ ثابت ہونے لگا۔ اسلام سے قبل دنیا کے حالات ایسے تھے کہ مشترکہ تربیت ناممکن تھی۔ چنانچہ زمانہ کے حالات کے مطابق نبی الگ الگ قوموں اور ملکوں کے لیے مبعوث ہوتے رہے کیونکہ اپنے ملک کے باہر دعوت واشاعت میں ناقابل عبور مشکلات تھیں تا آنکہ رحمتِ حق جوش میں آئی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ اس شمع کے نور سے دنیا میں روشنی پھیلی۔

اب دنیا کو معلوم ہوا کہ اختلافِ مذہب کی بناء پر انسان گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ اس لیے ہر شخص نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ دنیا کو ایک مشترکہ مذہب کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ اب زمانے کے حالات اتنے بدل چکے ہیں کہ لوگ یوں بھی اختلافِ مذہب کی بناء پر ایک دوسرے کو جہنمی قرار دینے کو ناپسند کرتے ہیں۔ گویا زمانہ نئے نئے نبیوں کے دعووں کی بناء پر گروہ در گروہ تقسیم ہونے سے بالکل انکار پر آمادہ ہے۔ اب زمانہ کی سپرٹ کو ''لانبی بعدی'' کے ارشاد اور ''اکملت لکم دینکم'' کے ربانی حکم کو ملا کر پڑھو تو منشائے ایزدی صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور ان پر دین کی تکمیل سے اس زمانہ کی سپرٹ اور ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم میں اس زمانے کے حالات اور اس زمانے کے انسانوں کی سپرٹ پورے طور سے موجود تھی۔ یا یوں کہو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام دنیا کے لوگوں میں خود بخود یہ سپرٹ پیدا کر دی کہ اب تمام دنیا ایک ہی پیغام اور ایک ہی پیغامبر کے تابع ہو جائے اور ادھر تکمیل دین کی آیت اتری۔ ''لانبی بعدی'' سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت فرما دی۔ ساتھ ہی آنے والے زمانے کی سپرٹ نے ''لانبی بعدی'' اور ''اکملت لکم دینکم'' کی تصدیق کر دی۔

مرزائی کہتے ہیں کہ بابِ نبوت کے بند ہونے کے دعویٰ کے یہ معنیٰ ہیں کہ اللہ کی رحمت کا دروازہ بند ہوگیا۔ان کا دعویٰ یہ ہے کہ لوگوں کو رشد وہدایت کے لیے نبیوں کا ظہور تا قیامت ضروری ہے۔دیکھو! سلامتی کے مذہب یعنی دینِ اسلام میں ایک حد تک اس ضرورت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔یعنی مجدّدوں کے آنے کا اقرار موجود ہے۔مگر مرزا صاحب اس کے مصداق نہیں ہیں لیکن کسی ایسے نبی کے آنے کا انکار ہے۔جس کے دعویٰ کے بناء پر اس کے نہ ماننے والے لوگ قابلِ مواخذہ سمجھے جائیں گے۔غور کرو کہ بنی نوع انسان کیلئے اسلام کی پیش کردہ صورت باعثِ رحمت ہے یا مرزائیوں کا مذہبی دعویٰ دنیا کے لیے بہتر ہے کہ مرزا غلام احمد یا اسی قسم کے بعد کے آنے والے نبیوں پر ایمان نہ لانے والا کافر ہے۔بعض اوقات دانا بھی بیوقوفوں کی سی باتیں کرنے لگتے ہیں۔مرزائیوں میں سے اکثر اس دعویٰ کے بوداپن کے قائل ہیں۔یعنی ایک خاص جماعت لاہوری مرزائیوں کے نام سے مشہور ہے۔اسی بناء پر مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہے۔لیکن قادیانی مرزائیوں میں سے تعلیم یافتہ طبقہ مرزا صاحب کو نبی مان کر نا صرف عالمِ اسلام بلکہ زمانہ بھر کیلئے مذاق کا باعث بن رہا ہے۔اگر اسلام کے اصول اور زمانہ کی سپرٹ کے خلاف مرزائیوں کی طرح یہ تسلیم کرلیا جائے کہ بابِ نبوت تا قیامت کھلا رہے گا اور آنے والے نبی پر ایمان نہ لانے والا جہنمی قرار دیا جائے گا۔تو غور کرو نسلوں کی نسلیں یونہی کفر کی موت مریں گی اور نبیوں کے حلقۂ احباب سے باہر سب دنیا جہنم میں جائے گی اور بار بار نسلِ انسانی بیش از بیش مذہبی گروہ میں تقسیم ہوتی چلی جائے گی اور مذہبی تنازعوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔

قادیانی کہتے ہیں کہ نبوت کے دروازے کا بند کرنا ایک انوکھی بات ہے۔حالانکہ وہ اس انوکھی بات کے قائل ہیں کہ اسلام اور اسلام کے بانی کی دعوت تمام دنیا اور قیامت تک کے لیے ہے۔اب اس تعلیم میں کمی کی گنجائش نہیں۔جب ایک نبی برخلاف تمام پچھلے نبیوں کے تمام دنیا کے لیے اور تمام زمانوں کے لیے آچکا تو پھر کسی نئے مدعیٔ نبوت کی ضرورت ہی پیدا نہیں ہوتی۔ہاں اگر مرزائی حضرات اس امر کا باطل دعویٰ کریں کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی مخصوص ملکوں اور مخصوص قوموں کے لیے آئے' اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایک قوم یا کسی ایک خاص ملک کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔اور جناب مرزا کسی اور ملک اور کسی اور قوم کے لیے نازل ہوئے اور خاص خاص ملکوں اور قوموں کی ہدایت کے لیے خاص نبیوں کو بھیجنے کی سنت ابھی جاری ہے۔لیکن وہ ایسا تسلیم نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام قوموں اور تمام زمانوں کیلئے آفتابِ ہدایت ہیں تو اس آفتاب کے سامنے مرزائیوں کا دیا جلانا بے شک بے عقلی کی بات ہے۔اسلام کا یہ دعویٰ کہ تمام آنے والی نسلوں اور زمانے کی ضرورتوں کا کفیل ہے اور قرآن پر مسلمانوں اور قادیانیوں کا مشترکہ یقین کہ اس کے مخاطب تمام قومیں، تمام نسلیں اور تمام آنے والا زمانہ ہے۔اس اعتقاد کو ختم کر دیتا ہے کہ نبوت کا باب بدستور کھلا ہے۔

کاش! مرزائی اتنی موٹی بات کو سمجھیں کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ وہ تمام ملکوں اور قوموں کے لیے مشعلِ ہدایت ہیں اور قرآن تا قیامت مؤمنین کی جان کا نور رہے گا تو بابِ نبوت کا وا سمجھنا سوائے فتنے کے دروازے کھولنے کے اور کیا مطلب رکھتا ہے؟

عزیزو! اس سچی بات پر یقین رکھو کہ اسلام تمام قوموں، تمام ملکوں اور تمام زمانوں کے لیے بہترین دستورِ عمل ہے۔اس لیے اس پیغام کو لانے والا تمام قوموں اور تمام ملکوں کے لیے واجب التسلیم پیغمبر ہے۔عقلِ انسانی اور ضرورتِ

زمانہ کو تو اب اس بات پر اصرار ہے کہ قومیں نئے نئے نبیوں کے دعووں کی بناء پر گروہوں میں تقسیم نہ ہوں۔ دنیا کا ایک ہی مشترک مذہب جو امن و سلامتی اور بنی نوع انسان کے اتحاد کا ضامن ہو یہ مذہب اسلام ہے۔ اس کو لانے والے کے فیض کو تمام زمانوں کے لیے کافی قرار دیا جائے۔

میری بحث کے تین جزو ہیں:

اوّل......رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر نبی مبعوث ہوئے وہ خاص خاص قوموں اور خاص خاص ملکوں کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ ان کا فیض عام نہ تھا۔ یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی جو ''رحمت اللعالمین'' کہلائے اور تمام دنیا کے لیے ہادی قرار پائے۔ اس دعویٰ کی بناء پر عقل کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبوت کی ضرورت نہیں رہتی۔

دوم......رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کلام اترا وہ تمام نسلوں اور تمام زمانوں کے لیے بہترین دستورِ عمل ہے اور اس کلام کی محافظت کی ذمہ داری خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات پر لی ہے۔ لاکھوں قرآن پاک کے حفاظ اس کے شاہد و عادل ہیں۔ اس لیے ایسی ہمہ گیر اور تا قیامت باقی رہنے والی تعلیم دینے والا نبی آخر الزماں نبی کہلا سکتا ہے اور اس کے بعد کسی نبی کے آنے کا خیال باطل ہے۔

سوم......بار بار نبیوں کے آنے اور ملک ملک اور قبیلے قبیلے میں پیغمبروں کے آنے کی سرے سے ضرورت ختم ہو چکی ہے۔ کیونکہ اللہ کے فضل اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے زمانہ ترقی کے ان مراحل پر پہنچ چکا ہے جہاں ایک مذہب اور ایک حکومت اور ایک زبان کی ضرورت تسلیم کی جا رہی ہے۔ زمانہ زبانِ حال سے مذہبی گروہ بندیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہا ہے۔ اس لیے منشائے ایزدی، بنی نوع انسان میں جاری اور طاری سپرٹ سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ یہی ہے کہ آئندہ نسلِ انسانی نئے نئے نبیوں کے دعووں کی بنا پر گروہوں میں تقسیم نہ ہو۔ بلکہ ایک ہی سلامتی کے مذہب کو قبول کریں اور ایک سلامتی کے شہزادے کی حکومت کو تسلیم کریں اور وہ سلامتی کا مذہب اسلام ہے اور اس کے شہزادہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مرزائیت اور کمیونزم:

صرف سرمایہ ہی طبقات پیدا نہیں کرتا بلکہ انسانوں میں گروہ بندی کرنے والے اور بھی محرکات ہیں۔ ان سب سے بڑا ذریعہ مختلف نبیوں پر ایمان ہے۔ قومیں خدا پر ایمان کے نزاع پر مختلف نہیں بلکہ مختلف نبیوں پر ایمان لانے کے باعث الگ الگ ہیں۔ پہلے آمد و رفت کے وسائل میں کمی کی وجہ سے ہر ملک ایک الگ دنیا تھی۔ الگ الگ پیغمبروں کے ذریعہ ہر ملک کی روحانی تربیت ضروری تھی۔ ایک ملک میں بیٹھ کر سب ملکوں میں پیغام نہ پہنچایا جا سکتا تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دین مکمل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''لا نبی بعدی'' (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کا اعلان کر کے دنیا کو اتحاد کا مژدہ سنایا کہ آئندہ نبیوں کی بناء پر قوموں کی تربیت ختم ہو گئی۔ آؤ! ایک محکم دین کی طرف آؤ۔ یہ سب کے حالات کے مطابق ہے۔ اسلام تمہارے سارے عوارض کا مکمل نسخہ ہے۔ زمانے نے دیکھ لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بتدریج دور دور کے

ملک آمدورفت کے سلسلوں میں آسانیوں کے باعث نزدیک تر ہوتے گئے۔اب تو دوردراز ملک ایک شہر کے محلوں سے بھی قریب معلوم ہونے لگے ہیں۔اس لیے ملک ملک کے لیے علیحدہ پیغمبر کی ضرورت نہ رہی تھی۔اب انسانی دماغ کافی نشوونما پا چکا تھا۔لوگ اپنا بھلا برا خود سمجھنے لگے ہیں۔اب ایک سچائی پیش کرنا کافی ہے۔باقی معاملہ لوگوں کی سمجھ پر چھوڑنا کفایت کرتا ہے۔مذہب کی سچائی اب سمجھ سے بالا نہیں بلکہ تعصب کے باعث سے قبول کرنے میں دقت ہے۔دنیا نے دیکھ لیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آتے ہی اہلِ دنیا کی عقل اور علم نے حیرت انگیز ترقی کی۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے معنیٰ یہ تھے کہ اب انسانیت سنِ شعور کو پہنچ چکی ہے۔اب کسی سکول ماسٹر کی ضرورت نہیں۔جو لوگ دنیا کے حالات کا مطالعہ کر سکتے ہیں وہ سچی اور جھوٹی بات میں فرق کر کے صحیح راہ تلاش کر سکتے ہیں۔اب مکمل سچائی یعنی اسلام ہم تک پہنچ گیا اب کسی نبی کی ضرورت نہ رہی۔اگر ہم نبوت کا سلسلہ جاری مان لیں تو پھر مختلف نبیوں پر ایمان کے باعث قوموں ملکوں پر اور انسانیت میں تقسیم در تقسیم کا عمل جاری رہے گا۔پہلے تو ملک ملک ایک الگ دنیا تھی۔الگ الگ نبیوں کی ضرورت تھی اب جب دنیا سمٹ کر ایک کنبہ میں رہتی ہے تو نبوت کے مختلف دعوے داروں کا آنا دنیا کو بلاضرورت تقسیم کرنے سے کم نہ تھا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ’’لا نبی بعدی‘‘ کا ارشاد دنیا کے لیے رحمت کا پیغام اور انسانیت کے لیے خوشخبری تھی۔

ہندوستان کی سرزمین عجیب ہے۔قادیان میں مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا۔تیس چالیس برس مسلمانوں کی توجہ تعمیری کاموں کی بجائے اس متنبّی کی طرف لگی رہی۔ایک حصہ کٹ کے الگ ہو گیا۔انگریزی حکومت کے زیرِ سایہ جہاں چھوٹے بڑے راجے نواب پرورش پا کر سرکار کے گن گاتے ہیں۔اسی طرح حکومت کو اعتراض نہ تھا‘ اگر متعدد نبی اور کئی ایک سرکاری ولی پیدا ہو کر ان کے دعا گو بنے رہیں۔انھیں امورِ سلطنت میں سہولت درکار تھی۔مسلمانوں کو قابو میں رکھنے کی تدبیروں میں سے یہ بھی حکومتِ انگریزی کی کارگر تدبیر تھی کہ روحانی اداروں پر ان کے ہوا خواہ قابض ہوں اور یوں سرکارِ انگریزی کی وفاداری مسلمانوں کا جزوِ مذہب بن جائے۔پنجاب اور سندھ میں ہر پیرخانہ سرکاری تعلق داری اور وظیفہ خواری پر پرورش پا رہا ہے۔یہ تو پیر تھے مگر حکومت کو قادیان کا پیغمبر ہوا خواہی کے لیے مل گیا۔مسلمان سیاسی اور مذہبی طور پر انگریزی غلامی پر مطمئن ہو گئے۔مسلمانوں کی موجودہ مدہوشی کی بڑی وجہ انگریز کی یہ کامیاب تدبیر ہے۔پھر تو ساری اسلامی آبادی حکومت کی منقولہ جائداد بن کر رہ گئی تھی۔جہاں سے اٹھائیں جہاں ڈالیں مخالف کی ایک آواز نکالنا مشکل تھی۔انگریزی حکومت کی سب سے زیادہ حمایت قادیان کی جماعت کو حاصل تھی۔یہ تائید اتنی زیادہ تھی کہ اکثر محکموں میں وہ بہت اثرورسوخ کے مالک ہو گئے۔بعض جگہ تو سارے کا سارا ضلع ان کے اثرورسوخ میں آ گیا۔لوگ حکومت کی تائید حاصل کرنے کے لیے قادیانی کی تائید حاصل کرنا ضروری سمجھتے تھے۔محکمہ سی۔آئی۔ڈی تو الگ رہا قادیانی مرزائی‘ حکومت کو تفصیلی خبریں پہنچاتے تھے۔حکومتِ وقت کے خلاف آزادی کی ہر آواز کو دبانے کے لیے اس جماعت کے افراد سب سے پیش پیش تھے۔اسی لیے لوگ قادیانی آواز کو حکومت کی آواز کی صدائے بازگشت سمجھتے تھے اور بے حد خائف تھے۔یہ لوگ معمولی آئینی ایجی ٹیشن کو بڑھا چڑھا کر سرکار کے دربار میں بیان کرتے تھے۔انتخابات میں حال یہ تھا کہ ہر امیدوار قادیان کی حمایت حاصل کرنا

ضروری سمجھتا تھا۔ جسے یہ تائید حاصل ہوگئی اسے گویا سرکاری تائید حاصل ہوگئی۔ پس قادیانی تحریک کی مخالفت سیاسی اور مذہبی دونوں وجوہات کی بنا پر تھی۔ جس اسلامی جماعت نے مسلمانوں کو آزاد اور توانا قوم دیکھنے کا ارادہ کیا ہو اُسے سب سے پہلے اس جماعت سے ٹکرانا ناگزیر تھا۔ اس جماعت کے اثر ورسوخ کو کم کیے بغیر آزادی کا تصور کرنا ممکن نہ تھا۔ شاید ہماری آئندہ نسلیں قادیانیوں کے خلاف ہماری جدوجہد کی قدر وقیمت کا اندازہ لگانے میں اس طرح کی غلطی کھائیں۔ جس طرح مذہب سے بیزار اور اشتراکیت کا شیدائی کھا رہا ہے۔ تعجب ہے کہ اقتصادی مساوات کے حامی لوگ صرف ہمارے مذہبی رجحانات کو دیکھتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ احرار سرمایہ داری کے مضبوط قلعے پر حملہ آور ہیں۔

مسلمان مرزائیوں کے خلاف صف آراء کیوں ہیں؟

☆ ہم اس امتِ مرتدہ کے بحیثیت انسان مخالف نہیں نہ ان کی عزت وآبرو کے دشمن ہیں لیکن ان کے مکروفریب اور دجل وتلبیس سے بچنا ہم اپنا قدرتی حق سمجھتے ہیں۔

☆ یہ لوگ سیاسی طور پر مسلمانوں کے ساتھ صرف اس لیے رہنا چاہتے ہیں کہ عام مسلمانوں کے حقوق سے فائدہ اٹھائیں۔ لیکن ان کا مذہبی اور معاشی مقاطعہ کرکے نہ صرف اپنی علیحدہ قوت تعمیر کرتے بلکہ مسلمانوں کی دینی وملی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ خواہ ظلّی ہو یا بروزی نہ صرف اسلام پر ضرب کاری کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ مسلمانوں میں انتشارِ عظیم پیدا کرنے کا بھی باعث ہے۔

☆ یہ لوگ برٹش امپریلزم کے کھلے ایجنٹ ہیں۔

☆ مسلمانوں میں ففتھ کالم کے طور پر کام کرتے ہیں۔

☆ ان کا وجود مسلمانوں کی داخلی زندگی کے لیے اسرائیل سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

☆ انگریزوں نے مرزائیوں سے مسلمان ملکوں کی جاسوسی کا کام لیا ہے۔

☆ انھوں نے انگریزوں کی غلامی کے لیے نبوت کا ذبہ کا کھٹ راگ رچا کر الہام کی زبان میں سند مہیا کی ہے۔

☆ انھیں مسلمانوں کی جمعیت سے حذف کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ ان کا وجود نہ صرف مسلمانوں کے تمام فرقوں کی نظر میں خارج از اسلام ہے بلکہ ان کی اپنی تحریروں میں درج ہے کہ یہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ جب یہ تمام مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو پھر مسلمانوں میں شامل رہنے پر مصر کیوں ہیں؟

☆ انھوں نے مسلمانوں کی مقدس مصطلحات کو اپنے حاشیہ برداروں اور اپنے گماشتوں پر استعمال کرکے نہ صرف ان الفاظ کی قدر وقیمت کو ہلکا کیا ہے بلکہ اس تقدس اور پاکیزگی کو بھی عاجز کیا ہے جو ان الفاظ اور مصطلحات سے وابستہ ہیں۔ جو مسلمان اس امتِ مرتدہ کو مسلمانوں کا جزو خیال کرتے ہیں اور ان کے وسائل سے مرعوب ہو کر اس تحریک کو محض احرار کی تحریک سے تعبیر کرتے ہیں وہ اسلام اور نفسِ اسلام کے تقاضوں کو نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح انسان کا ذاتی معاملہ ہے اور یہی وہ نقطۂ نگاہ ہے جس سے مرزائیت کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔